ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۱ جولائی ۱۹۶۱ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

۲۵ پیسے

اے مسلمان

ساحل صدیقی دیوبندی

تجھے آخر نہ آئے گا شعورِ آگہی کب تک
یونہی رقصاں رہے گی دل میں تیرے تیرگی کب تک

زمانہ ہنس رہا ہے کب سے تیری خستہ حالی پر
لیے بیٹھا رہے گا اپنی آنکھوں میں نمی کب تک

ملائک سے فزوں تر ہے تری شانِ خودی لیکن
بتا تو اپنی عظمت کی اڑائے گا ہنسی کب تک

تجھے احساس ہی شاید نہیں اپنی تباہی کا
اٹھاتا جائے گا ہر غم یہ طرزِ بیکسی کب تک

نہیں کچھ فکر تجھ کو دین مٹتا ہے تو مٹ جائے!
رہیگی عظمتِ اسلام سے یہ بے خودی کب تک

مسرت ہے خوشی کی اب نہ کچھ احساس ہے غم کا
یونہی طاری رہے گی روح پر پژمردگی کب تک

نہیں آیا ہے مٹ کر بھی شعورِ بندگی تجھ کو
کرے گا اور اپنے دین سے پہلو تہی کب تک

بھٹکتا پھر رہا ہے اپنی منزل سے جدا ہو کر
تجھے بھٹکائے گی آخر تری دیوانگی کب تک

نہ شرمندہ ہوا کھو کر تو اپنے دین کی دولت
رہے گا اے مسلماں یہ ترا دامن تہی کب تک

تو وہ رہبر ہے جس سے روشنی ملتی تھی دنیا کو
مگر کیا جانے دنیا اب تری تیرہ شبی کب تک

تری یہ شان ہے سجدے کیئے تجھ کو ملائک نے
وقارِ آدمیت سے یہ تیری دل لگی کب تک

تو پیاسا پھر رہا ہے ہو کے مالک آبِ کوثر کا
چھپاتا ہی رہے گا اپنے دل کی تشنگی کب تک

نظر میں دیکھنے کی تاب دل میں درد پیدا کر
تو خود رہبر ہے آخر یہ تری بے رہبری کب تک

اگر تو روشنی چاہے تو شمع دین روشن ہے
نہ آئے گی نظر تجھ کو مگر یہ روشنی کب تک

خبر بھی ہے تجھے اسلام ہی سے تو بھی زندہ ہے
بہت دل کش ہے یہ دنیا مگر یہ دلکشی کب تک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

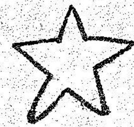
جلد ۷ — ۷ر صفر المظفر ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ر جولائی ۱۹۶۱ء — شمارہ ۱۲

محکمہ تعلیمات اور محکمہ جیل خانہ جات کا منظور شدہ



اس شمارے میں

اے مسلمان (نظم)	ساحل صدیقی دیوبندی
اداریہ	مدیر
مجلس ذکر	حضرت شیخ التفسیر مدظلہ
خطبہ جمعہ	" " "
زبان کی حفاظت	ایم عبدالرحمان لودھیانوی
اسلام کا اہم ترین رکن نماز	ایم عبدالرحمان لودھیانوی
اخلاق	ایڈیٹر آزاد بنگلہ
شدت موت	مولانا سعید الرحمان لائل پور
بچوں کا صفحہ	مولانا محمد شفیع ایم اے



شرح چندہ

سالانہ۔ گیارہ روپے — ششماہی چھ روپے

سہ ماہی تین روپے — فی پرچہ ۲۵ پیسے

فون ۶۷۵۴۵

نوٹ۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ دیں

چٹ پر سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے

اداریہ

عظمتِ نماز

انگریز کے زمانہ کی بات ہے نوشہرہ صدر ضلع پشاور کے ایک مسلم نما مجسٹریٹ کا کہنا تھا۔ کہ نماز تو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لئے تھی۔ تا کہ ان عربوں کے سر غرور کو توڑا جا سکے۔ ان سے زمین پر ناک رگڑوائی تھی۔ تا کہ ان کی قوت و صولت ٹوٹ جائے۔ ان سے لاکھوں بتوں کا سجدہ چھڑوا کر ایک اللہ تعالیٰ کی حکومت منوائی تھی۔ اب تو ہر شخص خدا کو مانتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں کسی بت یا کسی غیر اللہ کو مسجود و معبود نہیں سمجھتا۔ اس لئے اب نماز کی کیا ضرورت ہے۔ اس وقت ہم ہر بات انگریزی عہد اقتدار کی نحوست سمجھا کرتے تھے۔ اور بات بھی یہی ہے آج کل بھی جو کچھ ہو رہا ہے۔ فرنگی کی کافرانہ نحوست کا نتیجہ ہے۔ سنڈی میں بیٹھا ہے۔ مگر اس کی تعلیمات کی برکات سے ملحدانہ مباحث کے ہزاروں دروازے کھل گئے ہیں۔

اب عملی طور پر نماز کی ضرورت سے ہزاروں افراد انکار کر رہے ہیں۔ ان کے لئے نماز میں کوئی جاذبیت ہی نہیں ہے۔ بلکہ ان کی پتلون ان کا ہیٹ ان کی رسٹ واچ وضو اور ادا صلوٰۃ کی راہ میں اچھی خاصی رکاوٹ ہیں۔ پھر دفتر کے اوقات وہ کیوں ضائع کرنے لگے۔ حق ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُلٰقُوْا رَبِّهِمْ

ترجمہ: (اور یہ نماز بڑی ہی دشوار ہے۔ سوائے ان کے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور یقین رکھتے ہیں کہ انہیں اپنے آقا کے ہاں جانا ہے)

آج نماز کی پابندی وہ لوگ کر رہے ہیں۔ جن کے دل و دماغ کو اغیار کے جادو نے متاثر نہ کیا ہو۔ جن کے شجر ایمان کو الحاد کا دیمک نہ کھا چکا ہو۔ جن کے ہاتھوں سے بے باکی اور گستاخی کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نہ چھوٹ چکا ہو فرض کیجئے اور کوئی الحاد۔ کجروی اور بد اعتقادی نہیں ہے۔ صرف ماحول اور فضا سے متاثر ہو کر ایک جنٹلمین نماز کو ضروری کام نہ سمجھے۔ تو یہی اس کی ضرورت کا انکار اس کے کفر کے لئے کافی ہے۔ اور جس ترک صلوٰۃ کو کہا گیا ہے۔ وہ یہی ترک صلوٰۃ ہے۔

مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ

ترجمہ۔ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو چکا

غلطی سستی یا کسی اور عذر سے نماز چھوٹ گئی۔ اس کے بارہ میں دین کے اماموں کی مختلف رائیں ہیں۔ کہ اس کو کیا سزا دی جائے۔ مگر اس حدیث میں یہ لفظ نہیں ہیں کہ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةً (کہ جس نے ایک نماز چھوڑی وہ کافر ہو گیا) بلکہ بظاہر اس میں الف لام جنس کا ہے۔ کہ جو نماز ہی کو چھوڑ بیٹھا ہو اور جان بوجھ کر چھوڑ بیٹھا ہو (کہ اس کی کیا ضرورت ہے۔ یا یہ کوئی ضروری چیز نہیں ہے یا نہ پڑھی تو کیا ہوتا ہے) ایسے شخص کو کافر نہ کہیں تو کیا کہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کی فرض کی ہوئی اور اس کے رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی لازم کی ہوئی نماز کے بارہ میں غیر ضروری ہونے کا تصور رکھتا ہے۔ کیا وہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی تکذیب نہیں کرتا۔ . . . .

. . . .

اور اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی تکذیب کسی ایک بات میں کرنی بھی کفر ہے۔ کفر کے سینگ نہیں ہوتے اللہ تعالےٰ سے ڈرنا چاہئیے۔ کتنے ہی مسلم نما کافر آج ہم میں مخلوط ہیں جو

اپنی رائے سے کتاب و سنت کے احکام کو رد کرتے ہیں فخر محسوس کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نماز صرف اس امت پر فرض نہیں ہوئی۔ پہلے پیغمبروں کے زمانہ میں بھی نماز تھی۔ نماز کے ذریعہ انسان کا اپنے حقیقی آقا کے ساتھ ایک دوامی قلبی لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ انسان میں انسانیت آجاتی ہے۔ وہ اپنی حقیقت پر غور کرنے لگتا ہے۔ وہ قرون ماضیہ سے سبق سیکھتا۔ اپنے جوارح اور قویٰ کو منشأ قدرت اور تقاضائے فطرت کے تابع کرتا اور ان روحانی درجات اور ملکی صفات کو حاصل کرتا ہے۔ جن کی وجہ سے وہ اشرف المخلوقات کہلاتا ہے۔ نماز کے اندر کے کلمات کے معانی پر غور کرکے جب روزانہ ان کو بار بار دھرایا جائے گا۔ وہ معانی کسی نہ کسی وقت اس کی فطرت بن جائیں گے یہ نماز حقیقی معنوں میں معراج المؤمنین ہوگی۔

نماز کی جامعیت

نماز افضل العبادات ہے

۱۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہے (پاکی کا بیان)

۲۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی تحمید ہے۔ (اللہ تعالیٰ کی تعریفیں حمد و ثنا)

۳۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی تکبیر ہے۔ (عظمت وجلال کا بیان)

۴۔ اس میں اللہ تعالیٰ جلالی وجمالی اسماء حسنیٰ کا بیان ہے

۵۔ اس میں توحید کا بار بار اقرار کرایا جاتا ہے۔

۶۔ اس میں اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگنے اور اسی پر بھروسہ کرنے کی تلقین ہے

۷۔ اس میں منزل مقصود تک پہنچانے کی درخواست ہے۔ ہدایت کے لئے دعا ہے۔

۸۔ اس میں انبیاء سابقین علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی سنت مذکور ہے۔

۹۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور گمراہی میں مبتلا ہونے والوں کا ذکر اور ان کے عمل سے پناہ مانگی گئی ہے

۱۰۔ اس میں درود وسلام بھی موجود ہے جو باعث ہزار برکات ہے۔

۱۱۔ اس میں دین و دنیا کی بھلائیوں کے لئے دعا کی تلقین کی گئی ہے۔

۱۲۔ تلاوت قرآن مجید ہوتی ہے۔ جس کا ثواب نماز سے باہر کی تلاوت سے بدرجہا بڑا ہے۔

۱۳۔ اس میں درختوں کی طرح کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے نیاز مندی کی جاتی ہے

۱۴۔ اس میں پہاڑوں اور پتھروں کی طرح بیٹھے بیٹھے فرمانبرداری کا نمونہ ہے۔

۱۵۔ اس میں حیوان اور چوپایوں کی طرح اطاعت وعبادت موجود ہے

۱۶۔ اس میں مختلف اوضاع انسانی قیام قعود اور رکوع وسجود ہر طرح اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز ونیاز کا اظہار ہے۔

۱۷۔ اس میں بدنی عبادت بھی ہے۔ زبانی عبادت بھی ہے۔ زبانی عبادت بھی ہے۔ اور مال و وقت کی قربانی بھی ہے۔

۱۸۔ اس میں دل بھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ انگلی کے اشارے سے بھی توحید بیان ہوتی ہے۔

۱۹۔ اس میں روح کی تازگی ہے۔ جسم کی صفائی ہے۔

۲۰۔ اہل محلہ کی یکجہتی اور شورائی طریق کار کی رہنمائی ہے

۲۱۔ اس میں وحدت ملی کی تعلیم اور ایک آواز پر حرکت کرنے کی تعلیم ہے۔

۲۲۔ اس میں وقت کی پابندی اور اس کی عادت ڈالنے کا اصول ہے۔

حضرت شیخ التفسیر مدظلہ کا عزم عمرہ

حضرت شیخ التفسیر مدظلہ مورخہ ۲۰ر جولائی بروز جمعرات ۱۹۶۱ء بوقت ۸ بجے شب بذریعہ طیارہ۔ کراچی تشریف لے جائیں گے۔

کراچی سے آپ ۲۱ر جولائی ۱۹۶۱ء جمعہ کے دن عمرہ کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز جدہ کو روانہ ہو جائیں گے آپ کے ہمراہ آپ کے حرم محترم اور آپ کے صاحب زادہ جناب مولانا عبید اللہ انور بھی ہوں گے

نائب مدیر

۲۳۔ یہ نماز اسلام کو باقی رکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

۲۴۔ اسی کی وجہ سے مساجد کی ضرورت ہے۔ اس کی خاطر اذانیں ہوتی ہیں۔ ائمہ اور خطباء بھی اسی کے لئے ہیں اور اسی کے لئے دینی تعلیم سیکھنی پڑتی ہے اور اسی نماز کی وجہ سے دینی بیان اور اسلامی تعلیم قائم رہتی ہے۔ غرضیکہ نماز وہ نعمت ہے۔ جو دین و دنیا کی تمام بھلائیوں کو اپنے اندر رکھتی ہے۔

۲۵ نماز کی عظمت ان مسلمانوں سے دریافت کریں۔ جو برف سے وضو کرکے سرد راتوں میں بھی اس کو ناغہ نہیں ہونے دیتے۔

(ب) نماز کی عظمت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھیں۔ جن کے پاؤں مبارک میں کیل گھس گئی تھی آپ نے فرمایا۔ جب میں نماز میں مشغول ہوں تب نکال لینا۔

(ج) نماز کی شان معلوم کرنی ہو۔ تو ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھیں جو رات کو مدینہ منورہ میں پہرہ دے رہے تھے۔ ایک نے ان میں سے نماز شروع کر دی ایک جاگتا رہا۔ نمازی کو دشمن نے تاک کر تیر مارا۔ خون کا فوارہ جاری ہوگیا۔ مگر نماز ختم کرنے سے پہلے ساتھی کو نہیں جگایا۔ کیا لطف تھا اس نماز میں جس کے سامنے تیروں کے زخموں کا احساس یا جان کا خطرہ ہی کالعدم تھا۔

د۔ نماز کی شان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے معلوم ہوسکتی ہے۔

وَقُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ

(کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے)

اسی لئے تو نماز کو عماد الدین فرمایا گیا ہے۔ کہ نماز دین کا ستون ہے۔ اگر نماز باقاعدگی سے قائم رہے تو یہ انسان کو مکمل ہدایت کی طرف کھینچ لائی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے نماز کے ذریعہ انس قائم ہوتا ہے تکلیف کے وقت بھی نمازوں کی کثرت باعث رحمت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو باقاعدگی سے اقامت الصلوٰۃ کی توفیق عطا فرمائیں امین

مجلس ذکر منعقد جمعرات ۶ر صفر المظفر ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ر جولائی ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ

عبادت کیلئے فراغت

اس مجلس ذکر میں جو احباب شامل ہوتے ہیں ان کو خوش خبری سناتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ سب کی مغفرت کر دیتا ہے۔ حدیث شریف تو طویل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ:-

فرشتے سڑکوں پر پھرتے رہتے ہیں اور مجلس ذکر کی تلاش میں رہتے ہیں۔ جب فرشتے کسی جگہ ذکر الٰہی کی مجلس پاتے ہیں تو وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کو بلاتے ہیں کہ آؤ آؤ ادھر آؤ۔ جس چیز کے ہم متلاشی تھے وہ چیز یہاں ہو رہی ہے۔ اور پھر فرشتے اس مجلس کو گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ جتنا حلقہ بڑا ہوتا ہے اُتنے ہی فرشتے زیادہ ہوتے ہیں۔ اور پھر فرشتے ایک دوسرے پر چڑھ کر آسمان تک جا پہنچتے ہیں پھر اللہ تعالےٰ ان فرشتوں کو گواہ بنا کر کہتا ہے۔ میں نے ان تمام کو بخش دیا۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس مجلس میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور بخشش کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جہاں تک مجھے علم ہے کہ لاہور کے ارد گرد ۴۰ میل تک اتنا بڑا ذکر الٰہی کا مجمع کہیں نہیں ہوتا۔

اللہ تعالےٰ کے ہاں کوئی کمی نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ پچھلے ہفتے کے سارے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور بخشش کا تمغہ عطا فرمائے۔ (آمین یا الٰہ العالمین)

آج ایک حدیث شریف عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ اس حدیث شریف پر ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین)

حدیث شریف

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ آدم کے بیٹے! تُو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا۔ میں تیرے سینے میں آسودہ حالی اور بے نیازی بھر دوں گا تو محتاج نہیں رہے گا۔ میں تیری تنگدستی کا دروازہ بند کر دوں گا اور خوشحالی کا دروازہ کھول دوں گا۔ اور اگر تو نے یہ طریقہ اختیار نہ کیا۔ یعنی میری عبادت کے لئے فارغ نہ ہوا تو تُو ہمیشہ کام کرتا رہے گا۔ تیرے ہاتھ ہمیشہ کام کرتے رہیں گے اور تُو کماتا ہی رہے گا۔ لیکن تُو محتاج رہے گا۔ تنگدستی کا دروازہ بالکل بند نہیں ہوگا اور خوشحالی کبھی نہ آئے گی۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو ان باتوں پر یقین کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ اور اللہ تعالےٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام فرامین صحیح اور حق ہیں۔

میں کہا کرتا ہوں کہ قرآن شریف میں عبادت کا ٹھیکہ انسان کے ذمہ ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ۝

ترجمہ:- اور میں نے جن اور انسان کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ رزق کہاں سے کھائیں تو اللہ تعالےٰ نے رزق کا ٹھیکہ اپنے ذمہ لیا ہے

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا

ترجمہ:- تمام زمین پہ چلنے والے جانداروں کا رزق اللہ تعالےٰ پہ ہے۔

یعنی

عبادت انسان کے ذمہ واجب ہے اور رزق کا دینا اللہ تعالیٰ کے ذمہ واجب ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کی تمام ضروریات کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔

جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ پر اعتماد ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ لیکن کوئی کام نہیں کرتے نہ کبھی کسی سے مانگتے ہیں اور نہ کسی کے آگے کبھی ہاتھ پھیلاتے ہیں لیکن اللہ تعالےٰ انہیں بہت رزق دیتا ہے۔ وہ خود بھی کھاتے ہیں اور اپنی ساری جماعت کو بھی کھلاتے ہیں صبح کو بھی لنگر جاری ہے اور شام کو بھی لنگر جاری ہے۔ ایسے اللہ والے اپنی جماعت کو اور خود کو ہر وقت ذکر الٰہی میں شاغل رکھتے ہیں اور بہت زیادہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتے ہیں۔

میرے مربّی حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں یہی حساب تھا۔ کوئی کام نہ کرنا اور ہر وقت اللہ تعالےٰ کی عبادت کرنا اور جماعت کو بھی ذکر الٰہی میں شاغل رکھنا۔ پھر اللہ تعالےٰ انہیں رزق دیتا تھا۔ اتنا دیتا تھا کہ صبح کو بھی اور شام کو بھی دیگیں پکا کر مفت تقسیم کرواتے تھے۔

ان چیزوں پر اعتماد اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی صحبت کے رنگ چڑھنے سے آتا ہے۔ اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو آؤ میں تم کو چیلنج دیتا ہوں کہ آکر میرے پاس بیٹھو کوئی کام نہ کرو۔ اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو۔ پھر تمہیں تین چار فاقے ضرور آئیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ آزمائے گا کہ میرا بندہ کیسا ہے۔ اگر تم ثابت قدم رہے تو پھر اللہ تعالےٰ تم کو یہاں رزق بھیجے گا۔ اور لوگ دیگیں پکا کر یہاں لائیں گے کہ اصحاب کہف پیدا

ہو گئے ہیں۔ کوئی کام نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کی ہر وقت عبادت کرتے رہتے ہیں۔

میں تمہیں سونے نہیں دونگا رات کو جگاؤں گا۔ اور ذکر الٰہی کراؤں گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ عبادت کرواؤں گا۔ پھر دیکھنا اللہ تعالیٰ رزق کہاں سے دیتا ہے؟

لاہور کی ۱۴ لاکھ کی آبادی ہے۔ ہر مرد کام کرتا ہے۔ سب انسان کام کرتے کرتے تھک جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بالکل نہیں کرتے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ ہائے پوری نہیں پڑتی۔

یہ جو میں نے حدیث شریف سنائی ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ان باتوں پر یقین کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

اگر اس حدیث شریف کے مطابق زندگی نہ گزاری۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے وقت نہ نکالا۔ روزانہ پانچ وقت کی نماز اور رمضان کے ۳۰ روزے نہ رکھے تو پھر اللہ تعالیٰ تنگدستی کا دروازہ بند نہیں کریں گے۔ اور کبھی خوشحالی نہ آئے گی۔ پھر یہ ہوگا۔ کہ ۲۰۰، ۲۵۰ تنخواہ بھی اگر ہوگی۔ تو انسان یہی کہے گا۔ ہائے پوری نہیں پڑتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر عمل نہیں کرتے۔

جو لوگ متوکل علی اللہ ہوتے ہیں۔ وہ خوشحال ہیں۔ جو کچھ بھی پاتے ہیں۔ الحمد للہ پڑھتے ہیں۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں اعلان ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَ
لَئِنْ كَفَرْتُمْ فَاِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيدٌ

ترجمہ۔ البتہ اگر تم شکرگزاری کروگے۔ تو اور زیادہ دونگا اور اگر ناشکری کروگے۔ تو میرا عذاب بھی سخت ہے۔

جو لوگ تربیت یافتہ ہیں۔ وہ ہر حال میں شکر کرتے ہیں۔

اگر لڑکے کی شادی ہوئی ہے تو اگر لڑکی والوں نے جہیز بہت کم دیا ہے۔ تو کہتے ہیں۔ کہ آپ نے لڑکی دے دی تو سب کچھ دے دیا۔ اور جو نا تربیت یافتہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ کپڑے تو بہت ہی کم دئے ہیں۔ زیور بھی اچھا نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ میں نے کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا۔ جس پر اس کی امت نے مذاق نہ کیا ہو۔

ہر امت اپنے نبی پر مذاق اڑاتی رہی ہے۔ تو کیا پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی عزت کم ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے وقت نکالو۔ اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرو۔ پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کتنا زیادہ دیتا ہے۔ اگر سوکھا ٹکڑا ملے۔ تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرو۔ اس طریقہ سے دنیا اچھی گزرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔ اور اگر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتے رہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ دیا ہے۔ وہ بھی چھین لیتا ہے۔ جس طرح ماں اپنے بچوں کو کچھ دیتی ہے۔ تو جو بچے چپ کرکے جتنی چیز ملتی ہے لے لیتے ہیں۔ وہ اچھے رہتے ہیں۔ اور جو بچے یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں تھوڑا حصہ ملا ہے۔ تو ماں وہ بھی چھین لیتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنے سے اللہ تعالیٰ پہلے کا دیا ہوا بھی چھین لیتے ہیں۔

دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ سب کو صبر و شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے جتنا زیادہ شکر کریں گے۔ اتنا ہی زیادہ ملے گا۔ اور واقع ایسا ہی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کی زندگی اچھی طرح بسر کرنے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو دل سے مان کر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

نماز جمعہ کی فضیلت

سلمانؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص جمعہ کے دن نہائے۔ اور جس قدر ممکن ہو۔ پاکی حاصل کرے اور تیل یا خوشبو لگائے جو گھر میں موجود ہو۔ پھر گھر سے نماز کو نکلے اور دو آدمیوں کے درمیان مسجد میں گھس کر نہ بیٹھے۔ پھر جس قدر نماز خدا نے اس پر فرض کی ہے۔ اس کو پڑھے پھر جب امام خطبہ پڑھے تو خاموش بیٹھا رہے۔ تو اس کے وہ تمام گناہ جو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس نے کئے ہیں۔ معاف کر دئے جاتے ہیں (بخاری)

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص جمعہ کے دن نہایا پھر مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنے کو آیا۔ اور جس قدر نماز اس کے مقدار میں تھی۔ اس نے اس کو پڑھا پھر خاموش بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہ امام خطبہ سے فارغ ہوا۔ پھر امام کے ساتھ اس نے نماز پڑھی تو اس کے تمام گناہ بخشے جاتے ہیں۔ جو اس نے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کئے ہیں۔ بلکہ اور تین دن زیادہ کے گناہ (بخاری)

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا۔ پھر جمعہ کی نماز کو مسجد میں گیا۔ خطبہ سنا اور خاموش بیٹھا رہا۔ تو اس کے وہ گناہ جو اس نے جمعہ سے جمعہ تک کئے ہیں۔ بخشے جاتے ہیں بلکہ تین دن زیادہ کے گناہ۔ اور جس نے خطبہ کے وقت یا نماز میں کنکریوں وغیرہ سے شغل کیا اس نے برا کیا۔ (مسلم)

خطبہ خاموشی سے سنو

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو۔ اس وقت اگر تو نے اپنے مسلمان بھائی سے یہ بھی کہا کہ خاموش رہ تو تو نے بھی لغو کام کیا۔

(بخاری، مسلم)

خُطْبَةُ یَوْمِ الْجُمُعَةِ ۳۰؍ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۴؍ جولائی ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اَمَّا بَعْدُ

کاروباری لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے کاروبار کے سلسلہ میں پیغمبرِ خدا (تعالیٰ) کا صحیح راستہ بتلانا۔ اور کاروباری قوم کا پیغمبرِ خدا تعالیٰ کی پرواہ نہ کرنا اور ہلاک ہوتا

حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم کی طرف بھیجا جانا

قولہ تعالیٰ ﴿وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ۝ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ﴾ (سورہ ہود رکوع ۸ پارہ ۱۲)

ترجمہ:۔ اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ کہا۔ اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اور ماپ تول کو نہ گھٹاؤ۔ میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں۔ اور تم پر ایک گھیر لینے والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اور اے میری قوم انصاف سے ماپ اور تول کو پورا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں فساد نہ مچاؤ۔ اللہ (تعالیٰ) کا دیا جو باقی بچ رہے۔ وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر تم ایماندار ہو۔ اور میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں۔

قوم کا پیغمبرِ خدا کو جواب دینا

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝

(سورہ ہود م)

انہوں نے کہا۔ اے شعیب (علیہ السلام) کیا تیری نماز تجھے یہی حکم دیتی ہے۔ کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں۔ جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ یا اپنے مالوں میں اپنی خواہش کے مطابق معاملہ نہ کریں۔ بیشک تو البتہ نیک چلن ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ قوم شعیب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ان کو مشورہ دے رہے ہیں۔ وہ تو نہیں مانتے۔ البتہ حضرت شعیب علیہ السلام پر مذاق اڑاتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا جن معبودوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ان کی عبادت چھوڑ دیں۔ اور تو ہمیں مشورہ دیتا ہے کہ ہم اپنے مالوں میں جو مناسب سمجھتے ہیں۔ وہ نہ کریں۔ مذاقاً کہتے ہیں۔ تو بڑا بردبار اور نیک چلن ہے۔

پیغمبر کا جواب

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝

(سورہ ہود رکوع ۸

پارہ ۱۲)

ترجمہ:۔ کہا اے میری قوم دیکھو تو سہی۔ اگر مجھے اپنے رب کی طرف سے سمجھ آ گئی ہے اور اس نے مجھے عمدہ روزی دی ہے اور میں یہ نہیں چاہتا۔ کہ جس کام سے تمہیں منع کروں۔ میں اس کے خلاف کروں۔ میں تو اپنی طاقت کے مطابق اصلاح ہی چاہتا ہوں اور مجھے تو صرف اللہ (تعالیٰ) ہی کی طرف سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔ میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

پیغمبر علیہ السلام کے جواب کا حاصل یہ ہے

اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور تمہاری مخالفت کرنے کے باوجود میرا خدا تعالیٰ مجھے بڑا عمدہ رزق دیئے جا رہا ہے۔ حالانکہ تمہارے معبودوں کی مخالفت کر رہا ہوں۔ تب بھی تمہارے معبود میرا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکے۔ اور جس چیز سے میں تمہیں منع کر رہا ہوں۔ میں خود بھی نہیں کرتا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ میں اسی راستے کو صحیح سمجھتا ہوں۔ جس کی تمہیں تلقین کرتا ہوں۔ میں تمہاری مخالفت کرنے میں تمہاری اصلاح کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا۔ تمہاری اصلاح ہی کروں گا۔ اور مجھے کسی کام کرنے میں فقط اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے اور میرے ہر کام کا نتیجہ اللہ تعالیٰ راضی کرتا ہے۔

شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم کو پھر دوسری مرتبہ متنبہ کرنا

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ۝ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝

(سورہ ہود۔ رکوع ۸

پارہ ۱۲)

ترجمہ:۔ اور اے قوم کہیں میری ضد سے ایسا جرم نہ کر بیٹھنا کہ جس سے وہی مصیبت نہ آ پڑے۔ جیسی کہ قوم نوح قوم ہود یا قوم صالح پر پڑی تھی۔ اور لوط کی قوم بھی تم سے دور نہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم کو مشورہ دینا

قولہ تعالیٰ ﴿وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝﴾

(سورہ ہود۔ رکوع ۸

پارہ ۱۲)

ترجمہ:- اور اللہ (تعالیٰ) سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ بیشک میرا رب مہربان محبت کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ تم اب بھی اگر اللہ تعالیٰ سے اپنے سابقہ گناہوں کی معافی مانگ لو۔ اور اسی طرف لوٹ آؤ۔ تو اللہ تعالیٰ تمہیں گناہ معاف کر دے گا۔ وہ مہربان ہے۔

قوم کا شعیب علیہ السلام کو جواب دینا

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ج وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ (سورہ ہود رکوع ۸۔ پارہ ۱۲)

ترجمہ:- انہوں نے کہا۔ اے شعیب ہم بہت سی باتیں نہیں سمجھتے۔ جو تم کہتے ہو۔ اور بیشک ہم البتہ تمہیں اپنے میں کمزور پاتے ہیں۔ اور اگر تیری برادری نہ ہوتی۔ تو تجھے ہم سنگسار کر دیتے اور ہماری نظر میں تیری کوئی عزت نہیں ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اگر تیری برادری نہ ہوتی کیونکہ ہم ان کی طرف سے بحیثیت برادری ہونے کے تیرا ساتھ دیں گے۔ ورنہ تجھے سنگسار کر دیتے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا جواب

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ط وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ط اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ط سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ط وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ۝

ترجمہ:- کہا۔ اے میری قوم کیا میری برادری کا دباؤ تم پر اللہ (تعالیٰ) سے زیادہ ہے۔ اس کو تم نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ بیشک میرا رب تمہارے سب اعمال پر احاطہ کرنے والا ہے۔ اور اے میری قوم اپنی جگہ پر کام کیے جاؤ میں بھی کام کرتا ہوں۔ آئندہ معلوم کر لو گے۔ کس پر رسوا کرنے ۲۲۴

۲۲۴ والا عذاب آتا ہے۔ اور جھوٹا کون ہے۔ اور انتظار کرو۔ بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔

عذاب الٰہی کا آنا

اور

شعیب علیہ السلام کا مع اپنے ایمانداروں کے بچ جانا

اور

باقی ساری قوم کا فنا ہو جانا

قولہ تعالیٰ (وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ط اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ۝

سورہ ہود رکوع ۸

پارہ ۱۲)

ترجمہ:- اور جب ہمارا حکم آ گیا۔ تو ہم نے شعیب (علیہ السلام) کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ بچا لیا۔ ۲۲۵

۲۲۵

نتیجہ

چنانچہ شعیب علیہ السلام کی مخالفت کے باعث نتیجہ وہی نکلا جو میں نے ابتداء میں ذکر کیا تھا۔

عبرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو حضرت شعیب علیہ السلام کی امت کا واقعہ کیوں سنایا۔ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس واقعہ سے عبرت حاصل کرے۔ کہ اگر ہم نے اپنے وقت کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی۔ تو ہمارے لیے تباہی ہوگی اگر بالفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں پر دنیوی عذاب نہ بھی آتے۔ تو بھی آخرت کے عذاب سے بچ نہیں سکیں گے۔

شعر

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ایلہ۔ عبد الرحمٰن لودھیانوی (شیخوپورہ)

زبان کی حفاظت

(۲)

ارشادات نبوی

۱۔ حضرت سہیل ابن سعدؓ کہتے ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص مجھے دونوں جبڑوں کی درمیانی چیز (زبان) کی ضمانت دے گا۔ اور دونوں رانوں کے درمیان کی چیز کی ضمانت دیگا۔ میں اس کے واسطے جنت کا ضامن ہوں گا۔

۲۔ حضرت عبد اللہؓ ابن مسعود کہتے ہیں نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ اور اس کو بلا وجہ قتل کرنا کفر ہے۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کسی صدیق کو یہ جائز نہیں ہے کہ کسی پر لعنت کرے۔

۴۔ حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں۔ رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لعنت کرنے والے لوگ قیامت کے روز نہ لوگوں پر گواہ ہوں گے۔ نہ اُن کی شفاعت کر سکیں گے۔

۵۔ حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چغلخور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

۶۔ حضرت مقدادؓ کہتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم مدح

ہیں مبالغہ کرنے والوں کو دیکھو۔ تو اُن کے منہ میں مٹی بھر دو۔

۷- حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ جانتے ہو۔ کہ غیبت کیا چیز ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتا ہے۔ فرمایا کسی کے متعلق پیٹھ پیچھے ایسی بات کہنا جس کو وہ مکروہ خیال کرتا ہو۔ کسی نے عرض کیا۔ اگرچہ وہ بات کہی جائے۔ جو اُس میں موجود ہے۔ فرمایا اگر وہ بات اس میں موجود ہوگی۔ تبھی تو تو نے غیبت کی اور اگر وہ بات اس میں موجود نہ ہوئی تو تُو نے اس پر بہتان باندھا۔

۸- حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو وہ چیز معلوم ہے۔ جس کے ذریعہ سے اکثر لوگ بہشت میں جائیں گے۔ وہ تقویٰ اور حسن خلق ہے۔ تم کو معلوم ہے۔ کہ وہ چیز کیا ہے۔ جس کی وجہ سے اکثر لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے۔ وہ دو چیزیں ہیں۔ (۱) منہ (۲) شرمگاہ

۹- حضرت بہزاد بن حکیم کے دادا کی روایت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا اُس شخص کو غارت کرے۔ جو صرف لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹی بات کہتا ہو۔ خدا اُس کو غارت کرے۔ خدا اُس کو غارت کرے۔

۱۰- حضرت عبداللہ ابن عمر ؓ کہتے ہیں نبی انور ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص خاموش رہا۔ اُس نے نجات پائی۔ مَن سَکَتَ نَجَی۔

۱۱- حضرت علی ؓ بن حسین ؓ کہتے ہیں۔ نبی انور ﷺ نے فرمایا۔ آدمی کا عمدہ اسلام یہ ہے۔ کہ جو چیز اس کیواسطے فائدہ مند نہ ہو۔ اس کو چھوڑ دے۔

۱۲- حضرت سفیان ابن عبداللہ ثقفی کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن امور میں سے آپ کو ہم پر خوف ہے۔ ان سب میں زیادہ خوفناک کیا چیز ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان پکڑ لی اور فرمایا یہ

۱۳- حضرت ابن مسعود ؓ کہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طعنہ مارنے والا۔ لعنت کرنے والا۔ اور فواحشات بکنے والا۔ اور زبان درازی کرنے والا شخص مومن نہیں ہے۔

۱۴- رسول انور ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ بُرے ہمنشین سے تنہائی بہتر ہے۔ اور نیک تنہائی سے بہتر ہے۔ اور نیکی کی تعلیم دینا خاموشی سے بہتر ہے۔ اور خاموشی شریر باتیں کرنے سے زیادہ اچھی ہے انسان کا خاموش بیٹھے رہنا ۶۰ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت مسیب ؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ کرام میں تشریف فرما تھے۔ کہ اچانک ایک شخص آیا۔ اور اُس نے حضرت ابوبکر ؓ کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا حضرت ابوبکر ؓ خاموش رہے۔ اُس نے دوبارہ بدزبانی سے تکلیف پہنچائی پھر بھی آپ خاموش رہے۔ اُس نے سہ بار آپ کو تکلیف پہنچائی۔ تو حضرت ابوبکر ؓ نے اُس کو جواب دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے کھڑے ہوگئے۔ حضرت ابوبکر ؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مجھ سے ناراض ہوگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ناراض تو نہیں ہوا۔ لیکن جب اس شخص نے تم کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ اور تم خاموش رہے تو آسمان سے ایک فرشتہ اُترا اور تمہاری طرف سے اس کو جواب دیتا رہا۔ اور اس کو جھٹلاتا رہا۔ اور جب تم نے اس کو جواب دینا شروع کیا۔ تو فرشتہ چلا گیا۔ اور شیطان آکر بیٹھ گیا۔ تاکہ لڑائے اب جب کہ شیطان بیٹھ گیا۔ تو میں نہیں بیٹھوں گا۔ (ابوداؤد)

آدمی کے اسلام کی خوبی سے یہ ہے۔ کہ بے فائدہ باتوں کو چھوڑ دے۔ (ترمذی)

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی آبرو سے (ذلیل و خوار کرنے والی باتوں کو) رد کرے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس سے آتش دوزخ کو [illegible] کرے گا (ترمذی)

یعنی مسلمان بھائی کی غیبت [illegible] عیب جوئی نہ سنے اگر کوئی بُرا [illegible] تو اس کا جواب دے اور اُسے [illegible] کرے۔ کہ تو جھوٹا ہے۔ اگر وہ [illegible] کہتا ہے۔ تاہم منع کرے۔ کیونکہ غیبت کرنا حرام ہے۔ اللہ اللہ ہمیں تو [illegible] یہ ہے۔ کہ مسلمان بھائی کی غیبت [illegible] دوسرے کو بھی نہ کرنے دیں۔ [illegible] ہماری حالت یہ ہے۔ کہ ہمارا محبوب ترین مشغلہ بھائیوں کو ذلیل و خوار [illegible] اور اُن کے عیوب کو جہاں تک [illegible] ہو بڑھا چڑھا کر دوسروں کے سامنے بیان کرنے میں لطف آتا ہے۔

حاصل کلام

زبان کو بہت سنبھال کر رکھنے کی ضرورت ہے۔ کیا پتہ کس وقت زبان سے کیا نکل جائے۔ چنانچہ [illegible] شریف میں ہے۔ کہ ایک صحابی [illegible] وفات ہوگئی۔ تو ایک شخص نے [illegible] کہ تجھے جنت کی خوشخبری ہے۔ [illegible] پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] فرمایا۔ کہ تم خوشخبری دے رہے ہو حالانکہ تمہیں پتہ نہیں کہ شاید اس [illegible] لایعنی بات کہی ہو یا ایسی چیز [illegible] خرچ سے بخل کیا جو خرچ سے کم نہیں جیسے علم، آگ اور نمک وغیرہ

ایک حدیث میں ہے۔ کہ انسان اپنے پیر سے اتنا نہیں پھسلتا جتنا زبان سے پھسلتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے [illegible] اصحابی کو نصیحت فرمائی تھی۔ کہ [illegible] وقت تیری زبان اللہ کی یاد میں تر رہے (مشکوٰۃ)

بخاری شریف اور مسلم شریف [illegible] ایک حدیث میں ہے۔ کہ بلاشبہ [illegible] ضرور کبھی ایسا کلمہ اللہ کی ناراضگی [illegible] کہہ دیتا ہے۔ کہ اس کا اُس کو دھیان بھی نہیں ہوتا۔ حالانکہ اس کی وجہ [illegible] دوزخ میں اس سے بھی زیادہ گرتا چلا جاتا ہے۔ جتنا مشرق اور مغرب میں فاصلہ ہے۔

لہذا ہر مومن کو چاہئے۔ کہ [illegible] زندگی کے ہر سانس کو نیکیوں میں صرف کرے۔ اور لایعنی گفتگو سے بچے۔

ایم عبدالرحمان لودھیانوی (شیخوپورہ)

اسلام کا اہم ترین رُکن (نماز)

(۳)

حدیث

۳- جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں جائے۔ تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل ادا کرے (یہ اُس وقت ہے۔ جب کہ جماعت میں تاخیر ہو۔ اور وقت بھی مکروہ نہ ہو۔

۴- اندھیروں میں مساجد کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن پُورے نور کی خوشخبری دے دو (ابوداؤد)

۵- جب کوئی گھر سے پاک صاف ہوکر وضو کرکے کسی مسجد میں فرض نماز ادا کرنے کے لئے گیا۔ تو اُس کے ایک قدم پر تو گناہ معاف ہوں گے۔ اور دوسرے قدم پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی قربت و محبوبیت کا ایک درجہ بلند ہوگا۔ (مسلم)

۶- فرشتے تم میں سے ہر ایک شخص کے لئے دعا کرتے ہیں۔ جو مسجد میں اپنی نماز کی جگہ باوضو بیٹھا رہے۔ فرشتے کہتے رہتے ہیں۔ اے اللہ! اس کے گناہ بخشدے اے اللہ اس پر رحمت کر۔ (بخاری)

۷- لوگوں میں نماز کا ثواب سب سے زیادہ اس شخص کو ہوگا۔ جو دُور سے چل کر مسجد میں آئے اور اُس سے زیادہ اُس کو جس کا گھر اس سے بھی زیادہ دور ہو۔ اور جو شخص جماعت کے انتظار میں بیٹھا رہے۔ اُس کو اِس سے بہت زیادہ ثواب ملیگا جو اکیلا پڑھ کر سو جائے۔ (متفق علیہ)

۸- جس نے اذان سُنی اور اُس کو مسجد میں حاضر ہونے کی کوئی شرعی عذر بھی مانع نہیں تو بلا جماعت پڑھنے والے کی نماز قبول نہ ہوگی (عذر خوف جان یا مرض ہے لنگڑا لولا اندھا محتاج ہو یا سخت بیمار ہو۔ اُٹھ نہ سکے)

۹- ایک شخص کے متعلق حضورؐ سے دریافت کیا گیا۔ جو دن کو ہمیشہ روزہ رکھتا۔ اور رات کو ہمیشہ عبادت کرتا تھا۔ جماعت پنجگانہ اور جمعہ کے لئے حاضر نہ ہوتا تھا۔ وہ کیسا ہے۔ فرمایا یہ جہنمی ہے (ترمذی)

۱۰ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر حکم دوں کہ اذان کہی جائے۔ پھر میں کسی آدمی کو حکم دوں۔ کہ لوگوں کی امامت کرے۔ اور میں اُن لوگوں کی طرف جو جماعت میں حاضر نہیں ہوتے (بلکہ اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھ رہے ہیں) جاؤں اور اُن کے گھر اُن پر جلا ڈالوں۔

۱۱- جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی گویا اُس نے آدھی رات عبادت کی اور جس نے صبح کی نماز بھی جماعت سے پڑھ لی گویا اُس نے تمام رات عبادت کی۔

۱۲- منافقوں پر عشاء اور فجر کی نماز سے زیادہ کوئی نماز بھاری نہیں اور اگر یہ لوگ اُس ثواب کو جو ان دونوں نمازوں میں ہیں۔ جان لیں۔ تو وہ ضرور آیا کریں۔ خواہ رینگ کر ہی کیوں نہ آنا پڑے (متفق علیہ)

۱۳- اللہ تعالےٰ اور فرشتے پہلی صف میں نماز پڑھنے والوں پر رحمتیں بھیجتے ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ کیا تم ایسی صفیں نہیں باندھتے۔ جیسی فرشتے اپنے رب تعالےٰ کے سامنے باندھتے ہیں۔ عرض کی فرمایئے. فرشتے کیونکر صفیں باندھتے ہیں۔ فرمایا پہلی صفوں کو پورا کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہوتے ہیں

۱۴- آپ کا ارشاد ہے۔ جو صف کو ملاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُس کو اپنے فضل و رحمت کے ساتھ ملائے گا اور جو صف کو توڑے گا (خالی جگہ چھوڑے گا) اللہ تعالےٰ اُسکو اپنے قرب و رحمت سے توڑ ڈالیگا (دور کردے گا)

۱۵- کیا تم میں سے کوئی ڈرتا نہیں جب کہ امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اُس کے سر کو گدھے کے سر سے بدل دے یا خدا تعالےٰ اُس کی صورت کو گدھے کی صورت کر ڈالے (متفق علیہ)

۱۶- اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا اُس گناہ عذاب کو جان لے جو اس فعل کی وجہ سے ہوگا۔ تو وہ اُس کے آگے سے گزرنے سے بہتر چالیس تک کھڑا رہنا سمجھے (راوی کہتے ہیں مجھے یاد نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال فرمائے یا چالیس دن) (متفق علیہ)

۱۷- حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضور اقدسؐ نماز میں ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ برابر ہو جاؤ۔ اور مختلف نہ ہو۔ ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائیگا (مسلم)

۱۸- جس مسلمان کو نماز فرض کا وقت آجائے۔ اور وہ اچھی طرح وضو کرکے خوب اچھی طرح دل سے نماز ادا کرے۔ تو اُس کے پچھلے تمام گناہ یقیناً معاف ہوجاتے ہیں۔ بشرطیکہ کبیرہ گناہ نہ کرے اور یہ معافی ہمیشہ ہر ایک نماز فرض سے ہوتی ہے۔

۱۹- جو شخص اللہ کے لئے مسجد بناتا ہے اللہ تعالےٰ اُس کیلئے جنت میں گھر بناتا ہے۔

۲۰- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ فجر کی دو رکعتیں ساری

۱۶ امام کے مصلے پر آنے سے پہلا انتظار میں کھڑے رہنا درست نہیں بیٹھ جانے۔ امام کے پیچھے مقتدی قیام کی صورت میں صرف ثناء پڑھیں۔ باقی رکوع وسجدہ میں تسبیحات پڑھیں۔ قعدہ میں التحیات و درود و دعا پڑھیں۔

۱۷۔ امامت صرف وہ شخص کرائے۔ جو نماز کے مسائل سے خوب واقف ہو۔ اور صالح ہو۔ قرآن دان ہو۔

۱۸۔ بے ضرورت کھانسنے اور گلہ صاف کرنے سے ایک آدھ حرف بھی پیدا ہو جائے۔ تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ ہاں مجبوری کے وقت کھانسنا درست ہے۔

مسائل اذان

۱۹۔ اذان کے کلمات کا اسی طرح جواب دینا واجب ہے۔ ہاں علم دین پڑھاتے ہوئے اور کھانا کھاتے ہوئے ضروری نہیں۔

۲۰۔ اذان بے وضو بھی بغیر کراہت کے جائز ہے۔ اذان ہوتے وقت سلام نہیں کہنا چاہئے۔ اذان کے بعد مسجد میں داخل ہوکر (سوائے ضرورت شدیدہ کے) پھر نکلنا درست نہیں ایسا ہی امام مسجد کو

۲۱۔ اذان ہونے سے پہلے سنت ظہر وغیرہ پڑھنا ناجائز نہیں

۲۲۔ اذان کا مسجد کے بائیں طرف یا تکبیر اقامت کا دائیں طرف سے ہونا ضروری نہیں۔ ہرطرح صحیح ہے۔

۲۳۔ اذان ہوتے یا کسی کے دعا کرتے وقت مؤذن یا دعا کرنے والے کے آگے سے گزر جانا کوئی گناہ نہیں۔

۲۴۔ اذان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کا سنکر انگلیوں کا بوسہ لینا اور آنکھوں پر رکھنا ویسے ہی لوگوں میں عادتاً رواج پکڑ گیا ہے۔ کوئی صحیح حدیث وعمل سلف صالحین اس بارہ میں نہیں ہے بلکہ آپ کا نام سن کر درود شریف پڑھنا چاہئے۔

۲۵۔ معاویہؓ سے روایت ہے۔ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کو ۲۲

۲۲ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ اذان دینے والوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے بلند ہوں گی۔

(نوٹ) بشرطیکہ حسبۃً للہ ریا اور نمود سے پاک ہوکر اذان دی جائے۔

۲۶۔ جب اذان دی جاتی ہے۔ تو شیطان پیٹھ پھیر کر گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے۔ تاکہ اذان نہ سنے۔

۲۷۔ جو شخص اذان سنکر اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَ الصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ کہے اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہو جائے گی

۲۸۔ تکبیر اولیٰ کا بہت بڑا ثواب ہے بعض لوگ جہالت اور سستی کی وجہ سے تکبیر اولیٰ کے ثواب سے محروم رہتے ہیں۔

۲۹۔ نوافل پڑھنے سے بھی خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ تہجد کی نماز کا بہت بڑا ثواب ہے۔ جس کی آٹھ رکعتیں ہیں۔ سورج نکلنے کے بعد اشراق کی نماز ہے جس میں دو یا چار رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس کا ثواب حج اور عمرہ کے برابر ہے۔ مغرب کی نماز کے بعد صلوٰۃ الاوابین ہے۔ جس میں چھ رکعتیں ہوتی ہیں۔ ۲۲۲

۲۲۲ ۳۰۔ عصر کی نماز سے پہلے چار سنتیں اور عشا کی نماز سے پہلے چار سنتیں غیر مؤکدہ ہیں۔ ان کے پڑھنے سے بہت ثواب ملتا ہے۔ اگر وقت مل جائے تو ضرور پڑھے۔

۳۱۔ ہر نماز میں فرضوں کے بعد آیت الکرسی پڑھی جائے۔ اور نماز کے اختتام پر ۳۳ دفعہ سُبْحَانَ اللہِ ۳۳ دفعہ اَلْحَمْدُ لِلہِ اور ۳۴ دفعہ اَللہُ اَکْبَر پڑھنا چاہئے۔ یہ تسبیح حضرت فاطمہ کہلاتی ہے۔ اس کے پڑھنے سے کسی خادم کی ضرورت ہی نہیں رہتی

(باقی آئندہ)

ایڈیٹر آزاد بنگلور

اخلاق

عفت و پاکبازی

ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ ایک اصحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کہ اے خدا کے رسول کون سا گناہ سب سے بڑا ہے۔ فرمایا یہ کہ تم کسی کو خدا کا شریک بناؤ۔ حالانکہ اس نے تم کو پیدا کیا۔ بولے۔ اس کے بعد؟ فرمایا۔ یہ کہ اپنے لڑکے کو اس خوف سے قتل کر ڈالو۔ کہ وہ تمہارے ساتھ کھانے گا۔ بولے اس کے بعد فرمایا۔ یہ کہ اپنے پڑوسی کی بی بی کے ساتھ زنا کرو۔ چنانچہ خداوندتعالیٰ نے اس کی تصدیق کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللہِ اِلٰھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ۝

(سورۃ الفرقان پارہ ۱۹ رکوع

اور جو خدا کے ساتھ (کسی) دوسرے معبود کو نہ پکاریں اور ناحق (ناروا) کسی شخص کو جان سے نہ ماریں کہ خدا نے حرام کر رکھا ہے۔ اور نہ زنا کے مرتکب ہوں گے (فرقان۔ ۶)

حدیث میں اپنے لڑکے کے مار ڈالنے اور پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کی خصوصیت اس لئے کی گئی ہے کہ یہ دونوں جرم اپنی نوعیت میں بھی حد درجہ شرم کے قابل اور افسوسناک ہیں۔ کہ جن سے یہ امید نہیں ہوسکتی ان سے یہ فعل ظہور میں آیا۔ اور انسانی اعتماد و اعتبار کو صدمہ پہنچا۔

ایک حدیث میں ہے۔ کہ زانی جس وقت زنا کرتا ہے، شرابی جس وقت شراب پیتا ہے۔ چور جس وقت چوری کرتا ہے۔ اور لوٹنے والا جس وقت سب کی آنکھوں کے سامنے لوٹتا ہے تو مسلمان نہیں رہتا۔ کیونکہ ایمان نام یقین کا ہے۔ اور خدا پر اور خدا کے احکام پر یقین رکھ کر کوئی اس کے حکم سے سرتابی نہیں کرتا۔ اس حالت میں ہوتا یہ ہے۔ کہ مجرم کے ایمان کا چراغ جذبات کی آندھی میں گل ہو جاتا ہے۔ اور تھوڑی دیر کے لئے وہ سب کچھ بھول جاتا ہے۔ اور جب اس کا نشہ ہرن ہوتا ہے۔ تو سب کچھ جاننے اور سمجھنے لگتا ہے۔

اسلام میں زانیوں کی سزا بعض حالات میں سو کوڑے مارنا اور بعض حالات میں سنگسار کرنا ہے۔ لیکن ان کو آخرت میں جو عذاب دیا جائے گا۔ وہ اس سے بہت زیادہ سخت اور بہت زیادہ عبرت انگیز ہے............

.....رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے لوگوں کے اُخروی عذاب دردناک صورتیں دکھائی گئیں۔ ان میں بدکاروں کے عذاب کی صورت ان کے فعل قبیح کے مشابہ یہ تھی۔ کہ تنور کے مانند ایک سوراخ تھا۔ جس کے اوپر کا حصہ تنگ اور نیچے کا حصہ کشادہ تھا۔ اور اس کے نیچے آگ بھڑک رہی تھی۔ اور اس میں بہت سے برہنہ مرد اور برہنہ عورتیں تھیں۔ جب اس آگ کے شعلے بلند ہوتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ لوگ اس کے اندر سے نکل آئیں گے۔ لیکن جب آگ بجھ جاتی تھی۔ تو یہ لوگ پھر اس کے اندر چلے جاتے تھے۔ یہ عالم برزخ کا عذاب تھا۔ جو قیامت تک جاری رہیگا اس کے برخلاف پاکباز اور پاکدامن لوگوں کے فضائل بھی نہایت موثر انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے۔ کہ قیامت کے دن جب کہ خدا کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ خداوند تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے سایہ میں لے گا۔ جن میں ایک شخص وہ ہوگا۔ جس کو ایک معزز حسین عورت نے اپنی طرف مائل کرنا چاہا۔ لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا۔ کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں۔ یہ تو وہ شرف ہے۔ جو پاکبازوں کو آخرت میں حاصل ہوگا۔ لیکن پاکبازی کی دنیوی برکتیں بھی کچھ کم نہیں۔ ایک حدیث میں آپ نے زمانہ قدیم کے تین آدمیوں کا قصہ بیان کیا۔ جو ایک ساتھ سفر کر رہے تھے۔ کہ دفعتًہ پانی برسنے لگا۔ تینوں نے پانی سے بچنے کے لئے ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی۔ سوء اتفاق سے پہاڑ کے اوپر سے ایک پتھر لڑھک آیا۔ جس سے پہاڑ کا منہ بند ہو گیا۔ اب نجات کی صورت اس کے سوا نہ تھی کہ اپنے اپنے ایمان صالح کے واسطہ سے خدا سے دعا کریں۔ چنانچہ اس طرح ہر ایک نے دعا کی اور ان اعمال کی برکت سے پتھر رفتہ رفتہ ہٹ گیا۔ ان میں پاکباز آدمی کی یہ دعا تھی۔

خداوندا میرے ایک چچا زاد بہن تھی۔ جس سے میں بڑی محبت سے رکھتا تھا۔ میں نے اس سے اپنی خواہش کا اظہار کیا لیکن جب تک میں اس کو سو دینار نہ دے دوں۔ وہ راضی نہ ہوئی۔ میں نے سو دینار کما کر جمع کئے اور اس کو دے کر اپنی خواہش نفسانی پوری کرنی چاہی لیکن اس نے کہا کہ خدا سے ڈرو۔ میں فورًا رُک گیا۔ خداوندا اگر تو جانتا ہے۔ کہ میں نے صرف تیری مرضی کے لئے ایسا کیا ہے۔ تو اس پتھر کو ہٹا لے۔ چنانچہ وہ سرک گیا۔

یہ روایت عفت و پاکبازی کو ان اعمال میں شمار کرتی ہے۔ جس سے خدا کا قرب ملتا اور دعا کو قبولیت کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔

احسان یعنی بھلائی کرنا

بھلائی کرنا ایک ایسی صفت ہے جو ہر نیکی کے کام کو محیط ہے۔ اور اس لئے اس کی صورتیں اتنی بے شمار ہیں۔ کہ ان کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ ان تمام صورتوں کی ایک عام... شکل یہ نکلتی ہے۔ کہ دوسرے کے ساتھ ایسا سلوک کرنا۔ جس سے اس کا دل خوش ہو۔ اور اس کو آرام پہنچے۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر محسن کون ہوگا۔ جس کے احسانات کی حد و پایاں نہیں۔ عرش سے فرش تک جو کچھ ہے۔ وہ اسی کے احسانوں کی جلوہ نمائی ہے۔

ترجمہ۔ اور اگر اللہ کے احسان گنو تو ان پورا نہ گن سکو گے۔

بے شک انسان بے انصاف ناشکرا ہے۔ (ابراہیم۔ ۵)

حضرت یوسف علیہ السلام خدائے تعالیٰ کے اس احسان کا شکر کہ اس نے کسی سعی و سفارش کے بغیر اُن کو قید خانہ سے نجات دی۔ اور وہ ان کے ماں باپ اور بھائیوں کو مصر لے آیا۔ ان لفظوں میں ادا کرتے ہیں۔

وَقَدْ اَحْسَنَ بِیْٓ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِکُمْ مِّنَ الْبَدْوِ

(سورۃ یوسف پارہ ۱۳ رکوع ۱۱)

ترجمہ۔ اور خدا نے مجھ پر احسان کیا۔ کہ مجھے قید خانہ سے باہر لایا۔ اور آپ لوگوں کو گاؤں سے یہاں لے آیا (یوسف)

اسی طرح قارون کے قصہ میں اللہ تعالیٰ کے صفت احسان سے متصف ہونے کا اشارہ موجود ہے۔ فرمایا۔

وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْكَ

(سورۃ القصص پارہ ۲۰ رکوع ۸)

ترجمہ۔ تو احسان کر جس طرح خدا نے تجھ پر احسان کیا (قصص)

اس دنیا میں جہاں قدم قدم پر اولاً بدلاً اور داد و ستد کا جذبہ ہر راہ رو کو دامنگیر ہے، احسان حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کرنے کی تعلیم اور تنبیہ کتنی ضروری چیز ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیم نے اس ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اور قرآن مجید میں جا بجا اس کی اہمیت کی تاکید آئی ہے۔ چنانچہ سورہ نحل میں حکم کی صورت میں ہے۔

ترجمہ۔ اللہ انصاف اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا اور قرابت والوں کو دینے کا حکم دیتا ہے۔ (نحل ۱۳)

انصاف تو کسی کی تکلیف و آرام اور رنج و راحت کی پروا نہیں کرتا۔ وہ ہر ایک کو اس کا واجبی حق دے دیتا ہے۔ لیکن احسان میں اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اس لئے......... خدا نے عدل کے

ساتھ اس کا ذکر کیا پھر احسان کی ایک خاص متداول صورت یعنی قرابت داروں کی مالی امداد کا ذکر کیا۔ لیکن احسان مالی امداد ہی کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ احسان کے اور بھی مختلف طریقے ہیں۔ اور عام لوگوں کے علاوہ باپ۔ ماں۔ قرابت دار۔ یتیم۔ محتاج۔ قرابت دار پڑوسی۔ اجنبی پڑوسی۔ آس پاس کے بیٹھنے والے۔ مسافر اور لونڈی غلام اس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ اس لئے خداوند تعالیٰ نے سورۂ نساء کی ایک آیت میں (رکوع ۶) ان لوگوں کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور باپ ماں کے ساتھ احسان کرنے کی متعدد آیتوں میں تاکید کی ہے (بقرہ۔ زخرف۔ انعام۱۹۔ اسرائیل ۳۰) بہر حال یہ احسان تو ہر شخص کے فرائض میں داخل ہے۔ لیکن جن کی مالی وسعت کا دائرہ جتنا بڑا ہے۔ اسی کے مطابق اس پر فرض ہے۔ کہ وہ اپنے احسان کے دائرہ کو وسیع کرے۔ اور ہر شخص کو اپنے جاہ و مال سے فائدہ پہنچائے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ قارون کی قوم نے اُس سے اخلاقی مطالبہ کیا۔

ترجمہ۔ اور جس طرح سے اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے۔ تو بھی (اوروں کے ساتھ) احسان کر (قصص ۸)

احسان کی ایک اہم صورت یہ ہے۔ کہ کسی کو مصیبت سے نجات دلائی جائے۔ خداوند تعالیٰ نے حضرت یوسف کو قید خانہ سے نجات دلائی تھی۔ اس کو وہ اس کا بڑا احسان سمجھتے ہیں۔

اور اس کے سوا اس نے مجھ پر (اور بھی بڑے بڑے) احسان کئے ہیں کہ (بے کسی سفارش کے) مجھ کو قید سے نکالا۔ (یوسف ۱۱)

غرض مالی امداد دینا یا کسی کو مصیبت سے نجات دلانا احسان کی اہم صورتیں ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی سینکڑوں، شریفانہ اور فیاضانہ افعال ہیں۔ جن کو خدا نے احسان کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ مثلاً عورتوں کو قانونی حیلے نکال نکال کر دق کرنا بُرا کام تھا۔ جس سے روکا گیا۔ اور فرمایا گیا۔ کہ کہ کسی عورت کو زوجیت میں رکھنا پسند نہ ہو۔ تو خوبی کے ساتھ اس کو الگ کر دو۔ فرمایا۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ

(سورۃ البقرۃ پارہ ۲ رکوع ۲۷)

ترجمہ طلاق جس کے بعد رجوع بھی ہو سکتا ہے۔ وہ تو دو ہی طلاقیں ہیں جو) دو دفعہ (کرکے دی جائیں) پھر (دو طلاقوں کے بعد یا تو) دستور کے مطابق (زوجیت میں) رکھنا ہے۔ یا حسن سلوک کے ساتھ رخصت کر دینا (البقرہ ۲۹)

اسی طرح اگر تم پر کسی کا کچھ واجب ہو۔ تو اس کو بھی خوبی کے ساتھ ادا کر دو۔ اور اس کی ادائیگی میں لیت و لعل اور حجت حوالہ نہ کیا کرو فرمایا

فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ (سورۃ البقرۃ پارہ ۲ رکوع ۲۱)

ترجمہ۔ پھر جس (قاتل) کو اس کے بھائی (طالب قصاص) سے کوئی جز (قصاص) معاف کر دیا جائے۔ تو (جان کے بدلے خون بہا اور وارث مقتول کی طرف سے اس کا (مطالبہ دستور (شرع) کے مطابق اور (قاتل کی طرف سے) وارث مقتول کو خوش معاملگی کے ساتھ (خون بہا کا) ادا کر دینا۔ (بقرہ ۲۲)

قصور واروں کے قصور کو معاف کر دینا اور ان کے مقابلہ میں غصہ کو پی جانا بھی احسان ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس احسان کو یہ درجہ دیا ہے۔ کہ جو اس صفت سے متصف ہوں۔ وہ بھی خدا کے محبوب بندوں میں ہوں گے۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(سورۃ آل عمران پارہ ۴ رکوع ۱۳)

ترجمہ۔ اور اللہ ان محسنوں (یا نیکی کرنے والوں) کو پیار کرتا ہے۔ (آل عمران ۱۴)

احسان کے لئے قرآن کا ایک اور لفظ فضل ہے اگر کوئی منکوحہ سے خلوت کئے بغیر اس کو طلاق دیدے تو شوہر پر نصف مہر واجب ہوتا ہے۔ یہ تو قانون ہوا مگر اخلاقی حکم یہ ہے کہ یا تو عورت اس نصف کو بھی معاف کردے اور کچھ نہ لے تو یہ عورت کا حُسن خلق ہے اور یا شوہر پورا ادا کردے۔ اور آدھا کاٹے نہیں تو یہ مرد کا حُسن خلق ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے۔

ترجمہ۔ اور آپس میں فضل کو مت

بھولو۔ بے شک اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے (بقرہ ۳۱)

کسی غریب یا کسی عزیز و قریب سے کوئی ایسی حرکت ہو جائے۔ جس سے ناراضی پیدا ہو جائے تو بھی احسان والوں کا فرض یہی ہے کہ وہ معاف کریں۔ اور اپنے احسان سے باز آئیں

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (سورۃ النور پارہ ۱۸ رکوع ۲)

ترجمہ۔ اور تم میں جو احسان اور کشائش والے ہیں وہ قرابت داروں غریبوں اور خدا کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دینے کی قسم نہ کھالیں۔ ان کو چاہئے کہ معاف کریں۔ اور درگزر کریں۔ (نور)

احسان کے اس وسیع معنی میں اسلام نے ایک اور جامع لفظ "معروف" کا استعمال کیا ہے یعنی ہر وہ چیز جس کی خوبی عقلاً و شرعاً معلوم ہو۔ معروف میں داخل ہے قرآن کا حکم ہے۔ اور نیکی کرنے والے کو کہہ اور اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ ہر نیکی ثواب کا کام ہے۔ اور ایک ایسا صدقہ ہے۔ جس کے لئے امیر و غریب کی تخصیص نہیں بلکہ ہر مسلمان پر فرض ہے اسی لئے آپ نے فرمایا۔ کہ ہر مسلمان پر صدقہ فرض ہے صحابہؓ نے عرض کیا۔ کہ اگر اس کے پاس مال نہ ہو۔ تو کیا کرے۔ فرمایا کہ کمائے اور خود فائدہ اٹھائے۔

جناب مولانا سعید الرحمٰن مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام (لائل پور)

شدتِ موت اور اس کی کیفیت

(اکثر حوالہ جات علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ کی تصنیف شرح الصدور کے ہیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ - (سورۃ قٓ - پ ۲۶)

ترجمہ - اور آئی بیہوشی موت کی تحقیق یہ وہ ہے جس سے تو ٹل رہا کرتا تھا - ابن ابی شیبہ نے اپنے مسند میں اور امام احمدؒ نے زہد میں اور ابن ابی الدنیا نے جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اور انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے - کہ آپؐ نے فرمایا تمہیں بنی اسرائیل سے (کوئی) روایت ملی ہے کہ اُن پر عجیب عجیب قصے گذرے ہیں پھر آپؐ نے ہم سے ایک حدیث بیان کرنا شروع کی تو آپؐ نے فرمایا - کہ ان میں کی ایک جماعت باہر نکلی - سو وہ اپنے مقبرہ میں داخل ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر ہم دو رکعت نماز پڑھتے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کہ ہمارے لئے کوئی مُردہ باہر نکلے اور وہ ہمیں موت کی خبر دے تو عمدہ ہوتا - پھر انہوں نے ایسا ہی کیا - سو وہ ابھی اسی حال میں تھے کہ اچانک ان پر ایک کالا شخص نمودار ہوا - جس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدہ کا نشان تھا تو اس نے کہا کہ اے لوگو تم مجھ سے کیا چاہتے ہو - مجھ کو مرے ہوئے سو برس گذر چکے ہیں - مگر مجھ سے ابھی تک موت کی حرارت فرو نہیں ہوئی - تم اللہ تعالےٰ سے دعا کرو کہ وہ مجھ کو ویسا ہی لوٹا دے جیسا کہ میں تھا اور وہ مجھ کو دوبارہ موت نہ دے - اور امام احمد رحمۃ اللہ نے زہد میں عمر بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے - بنی اسرائیل کے دو آدمیوں نے اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی عبادت کی - یہاں تک کہ وہ عبادت سے ملول ہو گئے - پھر انہوں نے کہا کہ اگر ہم قبروں کی جانب نکل کر ان کی مجاورت کریں تو ہم شاید ثواب دیئے جاویں - پس ان دونوں نے قبروں کی جانب نکل کر ان کی مجاورت کی اور عبادت الٰہی میں مشغول ہوتے - تو ان کے لئے ایک مردہ زندہ کیا گیا - سو اس نے کہا کہ مجھ کو اسّی برس ہوئے ہیں کہ میں مر چکا ہوں (اور لیکن) میں اب تک موت کا درد پاتا ہوں - اور ابو نعیم نے کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میّت سے اس وقت تک تکلیف موت دور نہیں ہوتی جب تک کہ وہ قبر میں رہتا ہے اور مومن کی تکلیفوں سے جو اس پر گذرتی ہیں یہ تکلیف سب سے زیادہ سخت ہے اور کافر کی تکالیف جو اس کو پہنچتی ہیں - ان میں سے یہ سب سے آسان ہے - ابن ابی الدنیا نے اوزاعیؒ سے روایت کیا ہے کہ ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ موت کی تکلیف اس قدر سخت ہے کہ میّت اس کا احساس کرتی ہے جب تک کہ وہ اپنی قبر سے اٹھائی جاوے - اور ابن ابی الدنیا نے ایسی سند کے ساتھ جس کے سب راوی ثقہ ہیں حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الم موت اور اس کے غصہ کی شدت کا ذکر فرمایا کہ وہ تین سو ضرب تلوار کے برابر ہے اور ابن ابی الدنیا نے ضحاک بن حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدت موت کا سوال کیا - ارشاد فرمایا - کہ کم سے کم موت کی سختی سو ضرب تلوار کے برابر ہے اور خطیب نے تاریخ میں انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے - کہ ملک الموت علیہ السلام کی پکڑ دھکڑ ہزار ضرب تلوار سے بھی سخت ہے انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا - بوقت مرنے کے فرشتے میّت کو گھیر لیتے ہیں - اور قید کر لیتے ہیں - ورنہ وہ شدت سکرات موت کے سبب جنگل کی طرف بھاگ جاتے ابو شیخ نے کتاب العظمۃ میں فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کسی نے ان سے دریافت کیا کہ میّت کا کیا حال ہے کہ اس کی جان نکالی جاتی ہے اور وہ چپ ہے - اور انسان ایک چیونٹی کے کاٹنے سے بیقرار ہو جاتا ہے کہا کہ اس کو ملائکہ پکڑ لیتے ہیں ابن ابی الدنیا شہر بن حوشب سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آسان ترین موت ایسی ہے جیسا صوف میں گوکھرو - پس کیا گوکھرو صوف بغیر نکل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں - نیز ارشاد فرمایا - کہ اگر موت کے درد کا ایک قطرہ اہل آسمان و زمین پر رکھ دیا جائے تو سب کے سب مر جاویں - اور ارشاد فرمایا کہ بے شک قیامت کے دن ایک ایسی گھڑی ہے جو شدت میں موت سے بھی ستر حصہ زیادہ ہے - ابن ابی الدنیا نے محمد بن عبداللہ بن یساف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان سے ان کے صاحبزادہ نے دریافت کیا کہ اے ابا جان! تم کہا کرتے تھے کہ کاش میں نزول موت کے وقت کسی عقلمند آدمی سے ملتا تاکہ وہ مجھ سے اس امر کو بیان کرتا جو وہ پاتا ہے سو تم بہت عقلمند ہو اور تم کو موت آ رہی ہے - اب بتاؤ موت

حال میرے لئے۔ ارشاد فرمایا۔ ے بیٹے! گویا میرا پہلو تختہ میں ہے اور میں سوئی کے ناکے میں سے سانس لیتا ہوں۔ اور گویا میرے قدم سے میرے سر تک یک کانٹوں کی ٹہنی کھینچی جاتی ہے ور ارشاد فرمایا کہ عجیب ہے وہ وی کہ اس کو موت آئے اور س کی عقل بھی ساتھ قائم ہو۔ ور پھر وہ موت کی شدت کو بیان کر سکے۔ فرمایا بیٹا موت بہت خت ہے اس سے کہ کوئی اس قت اس کو بیان کر سکے۔ لیکن یا میں تیرے لئے اس میں سے ھ بیان کرتا ہوں گویا میرے پیٹ ں کھجور کا کانٹا ہے اور میری ردن پر رضوی پہاڑ ہے اور گویا یرا نفس سوئی کے ناکے سے نکل ہا ہے۔ ابن ابی الدنیاء نے شداد ن اوسؓ صحابی سے روایت کیا ہے ہ موت تلوار کھانے اور آرہ کے ساتھ چیرنے اور ہانڈی میں پکنے سے بھی سخت ہے۔ ابو نعیم نے لیہ میں واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ لیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے رنے والوں کے پاس حاضر ہو جاؤ ور ان کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تلقین کرو اور جنت کی بشارت دو کیونکہ اس مصرعہ کے وقت حلیم سے حلیم مرد اور حلیم سے حلیم عورت حیران ہو جاتے ہیں۔ اور اس بچھڑنے کے قت شیطان ابن آدم کے سب سے یعنی سب اوقات سے زیادہ قریب ہوتا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ دنیا سے کسی بندہ کی جان نہیں نکلتی جب تک کہ اس کی ہر ہر رگ جدا جدا درد نہ پاتے۔ ابن ابی الدنیا سے طلحہ بن قیلان الجعفی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اللھم انک تاخذ الروح من بین العصب وَ القَصَب والانامل اللھم اعنی علی سکرات الموت وَ ھونہٗ عَلَیَّ۔ یعنی اے اللہ تو لیتا ہے جان کو ہڈی اور پٹھے اور پوروں سے۔ اے اللہ تو موت پر میری مدد فرما۔ اور اس کو مجھ پر آسان فرما دے اور حارث بن اساہ نے اپنی مسند میں بسند جیّد عطاء ابن یسار رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ معالجہ یعنی پکڑ دھکڑ ملک الموت کی سخت ترین ہے ہزار ضرب تلوار سے۔ اور کوئی مومن نہیں مرتا۔ مگر اس کی ہر ہر رگ جدا جدا الم پاتی ہے۔ اور اس گھڑی میں دشمن خدا ابلیس ملعون اس کی جانب سب اوقات سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ ابو نعیم نے اور ضروری اور بیہقی عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اس کو محبوب نہیں رکھتا مجھ پر موت کے سکرات آسان کر دیئے جائیں۔ کیونکہ وہ آخر شے ہے جس کا مومن کو اجر دیا جاتا ہے۔ سعید بن منصور نے محمد بن کعب سے روایت کیا ہے کہ سخت ترین اور آخرت کا جس کی انسان ملاقات کرتا ہے موت ہے۔ ابن ابی الدنیاء نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بندہ پر جو موت کے سبب سے بڑی تکلیف ہوتی ہے وہ اس وقت ہوتی ہے جب کہ روح چنبر گردن کو پہنچتی ہے کہ وہ اس وقت مضطر ہوتا ہے

طبرانی نے ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ شہید موت کا صرف اتنا الم پاتا ہے کہ جتنا تم میں سے کسی شخص کو چیونٹی کاٹے۔ قرطبی سے روایت ہے کہ سب سے آخر میں جو مرے گا وہ ملک الموت ہوں گے۔ ان سے کہا جاوے گا کہ اے ملک الموت مر۔ تو وہ اسی وقت ایک چیخ ماریں گے پس اگر اس کو اہل زمین و آسمان سن لیں تو سب کے سب مر جاویں۔ پھر ملک الموت مر جائیں گے۔ اور تمیری سے روایت ہے کہ ملک الموت پر موت سب سے زیادہ سخت ہو گی۔ علامہ جلال الدین السیوطی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ قرطبی نے کہا کہ شدت موت انبیاء علیہم السلام کے دو فائدے ہیں ایک ان کے فضائل کی تکمیل اور ان کے درجات رفیع کی ترقی اور یہ خدا نخواستہ نہ نقص ہے اور نہ عذاب بلکہ وہ ایسا ہے جیسا کہ وارد ہوا ہو۔ ان اشد الناس بلاءً الانبیاء ثم الامثل فالامثل یعنی سخت ترین بلاؤں کے لئے انبیاء علیہم السلام ہیں۔ پھر وہ لوگ جو ان سے مشابہ ہیں۔ اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ مخلوق مقدار الم موت کو معلوم کرے کیونکہ وہ ایک باطنی امر ہے اور بعض اوقات انسان کسی میّت کو دیکھتا ہے کہ اس کو نہ کسی قسم کی حرکت ہے اور نہ اس میں کسی قسم کا اضطرار ہے اور دیکھتا ہے کہ اس کی جان آسانی سے نکل گئی تو وہ امر موت کو سہل جاننے لگتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ میّت کس درد و الم اور تکلیف میں مبتلا ہے۔ پس جب انبیاء اور رسل علیہم السلام نے جو اپنے خبر میں سچے ہیں باوجود ان کی کرامت اور عظمت کے جو اللہ سبحانہٗ و تعالےٰ کے نزدیک ان کو حاصل ہے شدت الم موت کی خبر دی تو مخلوق نے شدت موت کا جس کو کہ میّت برداشت کرتی ہے مطلقاً یقین کیا کیونکہ انبیاء صادقین نے اس کی خبر دی ہے

وہ چیزیں جن سے روح آسانی سے نکل سکتی ہے

علماء رحمتہ اللہ کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے کہ مسواک کرنا روح کے نکلنے کو آسان کرتا ہے اور اس امر پر انہوں نے حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے استدلال کیا ہے جو کہ صحیح میں قصہ مسواک میں وارد ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات

کے وقت مسواک فرمائی۔

بیان ان اقوال اور اذکار میں جن کو مرض الموت میں کہنا چاہیئے

امام احمد اور ابن ابی الدنیا اور دیلمی نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی میت نہیں جس کے سرہانے یٰسین پڑھی جاوے مگر اللہ اس پر آسانی فرماتا ہے

(۲) ابن ابی شیبہ اور احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور حاکم اور ابن حبان رحمہم اللہ نے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے موتیٰ پر یٰسین پڑھا کرو۔ ابن حبان نے کہا کہ موتیٰ سے وہ شخص مراد ہے۔ جس کی موت آ رہی ہے۔

اور بہت سی روایات ہیں۔

بیان تلقین میت

امام مسلم رحمتہ اللہ نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنے موتیٰ کو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کی تلقین کرو۔ اور امام احمد اور ابوداؤد اور حاکم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ جس کا آخر کلام لا الٰہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباسؓ سے اور انہوں نے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے۔ تم اپنے بچوں پر اول لا الٰہ الا اللہ کہنا شروع کرو اور نیز ان کو موت کے وقت لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو۔ جس کا اوّل کلام بھی لا الٰہ الا اللہ ہو اور آخر کلام بھی لا الٰہ الا اللہ ہو اور وہ ہزار برس زندہ رہا تو اس سے اس کے کسی گناہ کا بھی سوال نہ ہوگا۔ بیہقی نے کہا کہ یہ متن غریب ہے۔ ہم نے اس کو اس اسناد کے سوا اور سند سے نہیں لکھا۔ اور ابوالقاسم قیشریؒ نے اپنے امالی میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جب تمہارے بھائی بھاری ہو جاویں تو تم ان کو لا الٰہ الا اللہ کہتے سے ملول نہ کرو۔ (یعنی ان کو کلمہ پڑھنے پر مجبور نہ کرو) اور لیکن ان کو تلقین کرو۔ کیونکہ اس کے ساتھ منافق کا کبھی خاتمہ نہیں کیا جاتا

اسباب سوء خاتمہ

نافرمانی والدین

طبرانی نے اور بیہقی نے شعب الایمان اور دلائل نبوت میں عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ایک نوجوان لڑکا ہے اور اس کو موت آ رہی ہے سو اس سے کہا جاتا ہے کہ تو لا الٰہ الا اللہ کہہ تو وہ اس کو نہیں کہہ سکتا۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا وہ اس کو اپنی زندگی میں نہ کہتا تھا۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ ہاں وہ کہتا تھا۔ فرمایا کہ پھر اس کو مرتے وقت کون مانع ہے۔ پھر نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے یہانتک کہ آپ اس نوجوان کے نزدیک تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ اسے نوجوان کہہ لا الٰہ الا اللہ۔ تو اس نے عرض کیا کہ میں اس کو نہیں کہہ سکتا۔ فرمایا کیوں؟ عرض کیا اپنی ماں کی نافرمانی کے سبب۔ فرمایا کیا وہ زندہ ہے؟ عرض کیا۔ کہ ہاں۔ فرمایا کہ کسی کو اسے بلانے کو بھیجو۔ تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ تیرا لڑکا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا کہ یہ بتا کہ آگ دہکائی جائے اور پھر تجھ سے کہا جاوے کہ اگر تو شفاعت نہ کرے گی تو ہم اس کو اس آگ میں دبا دیں گے۔ اس نے کہا کہ اب تو میں اس کی شفاعت ہی کروں گی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ کہہ لا الٰہ الا اللہ تو اس نوجوان نے پڑھ دیا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ ہی کو تعریف ہے۔ جس نے اس کو میرے سبب آگ سے بچا لیا۔

سبِّ شیخین رضی اللہ عنہما

ابن عساکر نے عبدالرحمٰن المحاربی سے روایت کیا ہے۔ میں وفات کے وقت ایک شخص کے حاضر ہوا تو اس سے کہا گیا تو کہہ لا الٰہ الا اللہ تو اس نے کہا کہ میں نہیں کہہ سکتا میں ان لوگوں کی صحبت میں رہا کرتا تھا جو حضرت شیخین، حضرت ابی بکر الصدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالی دیتے تھے۔ راقم مضمون نگار عرض کرتا ہے کہ جب ان کی صحبت میں رہنے کا یہ اثر ہے تو خود گالی دینے میں ان کا کیا حال ہوگا۔

اعاذنا اللہ منها و کلّ مُسلِم

بعض لوگوں کو عموماً مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ و سلام) میں دیکھا گیا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کی طرف کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے ہیں۔ مواجہہ شریف میں (جدھر چہرہ انور جلوہ افگن ہے) نہیں آتے احقر راقم الحروف نے ایک سے سوال کیا کہ آپ لوگ اتنی دور سے سفر کر کے آئے بھی پھر جمالِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہتے ہیں۔ آپ کیوں نہیں مواجہہ شریف چہرے مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے تو انہوں نے نہایت گستاخانہ الفاظ میں جواب دیا (نقل کفر کفر نباشد) کہ وہ دونوں بھی سامنے ہیں ہم ان کے چہرے کے سامنے نہیں جانا چاہتے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ احقر نے کہا یوں کہو کہ فرشتے جانے ہی نہیں دیتے۔ تمہیں آنے کی اجازت ہی نہیں ؎

بیرون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی   تو مرا خراب کردی بسلام ریائی

اللہ رب العزت گستاخی سے بچائیں

قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی نے بیان کیا میں جب مسجد نبوی میں حاضر ہوا تو بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ چہرہ مبارک کی طرف آ کر سلام عرض نہیں کرتے بلکہ پیچھے ہی رہ جاتے ہیں۔ قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سے دریافت کیا۔ کہ آپ سامنے کیوں نہیں آتے۔ اس نے بھی وہی جواب دیا۔ جو اوپر درج کیا ہے۔ قاضی صاحب نے اس سے فرمایا کہ ہائے اگر یہاں آ کر بھی محروم ہی رہ گئے تو تمہاری ہدایت کی اور کون سی جگہ ہو گی۔ دیکھو یوں کرو کہ وضو کر کے دو رکعت نفل نماز پڑھ کر خلوص قلب سے روضۃ من ریاض الجنۃ میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (چلا ہم کو راہ سیدھی) کی دعا کرو۔ انشاء اللہ سیدھی راہ تم کو نصیب ہو گی۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ میں تو نوافل وغیرہ پڑھ کر قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف ہو گیا اور وہ دعا کر کے سو گیا اتنے میں اس نے زور سے چیخ ماری۔ اور روتا ہوا میرے پاس آیا۔ کہ قاضی جی، اللہ آپ کا بھلا کرے۔ الحمدللہ ہدایت مل گئی۔ میں سو رہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ کہ آپ کھڑے ہیں دایاں ہاتھ مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کندھے پر اور بایاں ہاتھ مبارک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہے۔ مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا۔ کہ ارے تو میرے ان دونوں پیاروں کو برا کہتا ہے۔ سو ان صاحب نے قاضی صاحب کے ہاتھ پر توبہ کی۔

یہ واقعہ مولانا محمد علی صاحب جالندھری جامعہ رشیدیہ منٹگمری کے جلسہ میں سنا رہے تھے کہ ایک صاحب کھڑے ہو کر زور زور سے رونے لگے اور کہا کہ وہ آدمی میں تھا۔

بچوں کا صفحہ

بقیہ صفحہ ۱۹

شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور دودھ سے زیادہ سفید اور برف کی مانند ٹھنڈا۔ آنحضورؐ اپنی امت کے لوگوں کو وہی پانی پلائیں گے۔

کسی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھاؤ

جابرؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو جمعہ کے دن اس کی جگہ سے نہ اٹھائے۔ اور پھر اس کی جگہ خود بیٹھنے کا ارادہ نہ کرے۔ بلکہ اس کو یہ چاہئے کہ وہ کشادگی کی خواہش کرے

نماز جمعہ گناہوں کا کفارہ ہے

ابوسعیدؓ اور ابوہریرہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے۔ اور اپنے کپڑوں میں سے اچھے کپڑے پہنے اور خوشبو اس کے پاس ہو۔ تو اس کو لگائے پھر جمعہ کی نماز کو جائے اور لوگوں کی گردنوں کو پھاندتا ہوا مسجد میں داخل نہ ہو۔ پھر جس قدر نماز خدا نے اس کے مقدر میں لکھی ہے یعنی سنت وہ پڑھے پھر جب امام خطبہ کو کھڑا ہو تو خاموش بیٹھ جائے۔ یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو۔ تو یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ جو اس نے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کئے ہیں۔ (ابوداؤد)

بچوں کا صفحہ

محمّد مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم

کا افضل الرُّسُل ہونا

(از مولانا محمد شفیع، ایم۔اے)

پیارے بچو! یہ مضمون کہ آنحضورؐ تمام انبیاء کرام سے افضل تھے، اور آپ کے فضائل اور محاسن بھی سب سے زیادہ تھے۔ بہت وسیع ہے۔ اس پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں ہیں۔ قرآن و حدیث اس مضمون سے بھرے پڑے ہیں۔ آپ کے فضائل اتنے ہیں کہ تحریر میں نہیں آ سکتے۔ مثال کے طور پر قرآن و حدیث سے چند باتیں تمہارے سامنے بیان کی جاتی ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک کا آنحضورؐ کے متعلق اعلان ہے کہ وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ۔ ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیئے بھیجا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جتنے رسول بھیجے وہ کسی خاص قوم یا ملک کی طرف بھیجے۔ بلکہ بعض اوقات تو قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی وقت میں کئی کئی نبی آئے۔ کوئی کسی شہر میں اور کوئی کسی ملک میں۔ مگر آنحضورؐ کو ساری دنیا کے لیئے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا۔

پھر دوسرے نبیوں کا یہ حال تھا کہ اُن کے بعد پھر دوبارہ نبی آتے رہے۔ اور اُن کی شریعت میں کچھ ردّ و بدل کرتے رہے۔ مگر آنحضورؐ قیامت تک کے لیئے ایک ایسا قانون لائے ہیں۔ جو کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ آپ کے بعد کوئی اور نبی آئے گا کیونکہ نبی کی ضرورت ہی نہیں۔ آپ کی شریعت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے باقی رہے گی اور اسے کوئی نہ مٹا سکے گا۔

دوسری جگہ قرآن کریم میں یوں ارشاد ہے:۔ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ آپ اللہ کے رسول ہیں اور نبوّت کو ختم کرنے والے ہیں۔

اس بارے میں کئی حدیثیں بھی مذکور ہیں۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ اِنْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَّ۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاکؐ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت ختم ہو چکی ہے لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول ہو گا اور نہ ہی کوئی نبی آئے گا۔

ایک جگہ قرآن میں یوں ارشاد ہے: وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ۔ اے نبیؐ ہم نے تم کو تمام دنیاؤں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ یہ تھوڑی رحمت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا قانون لائے جو پہلے کوئی نہ لایا تھا۔ اور جس نے ہر انسان کو اُس کے پورے پورے حقوق دلائے۔

پھر یہ ارشاد بھی ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ یعنی اے نبیؐ ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا۔ جو شہرت ہمارے پیارے نبیؐ کو نصیب ہوئی وہ کسی نبیؐ کو نہ مل سکی۔ پانچ وقت اذان میں پیارے نبیؐ کو نصیب ہوئی وہ کسی نبی کو نہ مل سکی۔ پانچ وقت اذان میں پیارے نبیؐ کو نہ مل سکی۔ پانچ وقت اذان میں پیارے نبی کا نام بلند ہوتا ہے اور وہ بھی اللہ تعالےٰ کے نام کے ساتھ۔ یہ کوئی کم رفعت اور بلندی ہے کہ روزانہ پانچ دفعہ نبیؐ برحق کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ اور پھر آپ پر اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے درُود پڑھتے ہیں۔ اور تمام مسلمان بھی درُود پڑھتے ہیں۔ اور ہر نماز میں درود پڑھنا فرض ہے۔ آں حضورؐ نے فرمایا کہ جنت میں ایک بہت بلند درجہ ہے جسے مقامِ محمود کہتے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ وہ مجھے عطا ہو گا۔ میں وہاں اپنی امت کے لیے دُعا کروں گا۔ اور اللہ تعالےٰ میری دُعا قبول کرے گا۔ قرآن میں بھی اسی طرح ارشاد ہوتا ہے: عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ یعنی اے نبی، قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقامِ محمود عطا کرے گا۔

حوضِ کوثر کے متعلق بھی قرآن میں ارشاد ہے کہ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔ یعنی اے نبیؐ ہم نے آپ کو حوضِ کوثر عطا کر دیا۔ آں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ وہ ایک چشمہ ہے جس کا پانی

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور یجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C.B.T.۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء